

حضرت حافظ الملک محمد صدیقؒ کی دینی ولی خدمات کا تحقیقی جائزہ

سین اکبر*

محمد بخش**

سر زمین سندھ کو بلاشبہ یہ شرفِ عظیم حاصل ہے کہ یہاں بے شمار عارفان حق نے جنم لیا، جنہوں نے اپنے سیرت و کردار سے لاکھوں ملکشتناگ راہ کو صراطِ مستقیم دکھائی اور خدا کے ملانے کا عظیم کام انجام دیا اور ان کے قلوب کو آلا اکشوں و کدر و توں سے پاک کر کے مصفا بنا�ا۔ انھیں نیک و بر گزیدہ ہستیوں میں ایک آفتاہ ولایت حضرت سید العارفین حافظ الملک محمد صدیقؒ ہائی خانقاہ بھر چونڈی شریف ہیں۔

حضرت حافظ الملکؒ کا خاندان اپنی پس منظر:

آپ کے آباؤ و اجداد و نسب کے بارے میں مختلف آراء پائی جاتی ہیں۔ ایک رائے کے مطابق آپ خاندان قریش سے تعلق رکھتے تھے، جو کچھ مکران کے راستے سندھ میں داخل ہوا اور جبکہ دوسری روایت کے مطابق آپ کے والد میاں محمد ملوک نے یہاں آکر سندھ کی مشہور قوم "سمیجہ" میں نکاح کیا اور اسی نسبت سے سمیجہ کملائے گویا یہ نسبت نخیالی خاندان کی طرف ہے۔^(۱) اسی خیال کی تائید الشریعت میں بھی کی گئی ہے۔^(۲) آپ کی ولادت کی مکمل تاریخ کہیں دستیاب نہیں تاہم سن ولادت ۱۸۱۹ء / ۱۲۳۳ء ہے۔^(۳) سن پیدائش کے مطابق آپ کی عمر ۷۷ برس فتنی ہے اور یہی عمر مصنف عبد الرحمن نے تحریر کی ہے۔^(۴) جبکہ اس کے بر عکس حامی عبیدی سن پیدائش سے اختلاف کرتے ہوئے آپ کی عمر سو برس سے زائد بیان کرتے ہیں۔^(۵)

تعلیم و تربیت:

زمانہ طفولیت ہی میں تھے کہ والد کا انتقال ہو گیا اور تعلیم و تربیت کے سارے فرائض آپ کی والدہ کے سر پر آن پڑے۔ شروع میں والدہ نے ایک حافظ قرآن کا اهتمام کیا جس سے آپ کچھ عرصہ تک ناظرہ قرآن مجید پڑھتے رہے۔ بعد میں مزید علمی ذوق و شوق آپ کو سابق ریاست بہاول پور لے گیا جہاں آپ ایک مکتب میں داخل

* اسٹینٹ پروفیسر، بلوجہستان یونیورسٹی آف انفار میشن، ٹینکنالوجی انجینئرنگ اینڈ مینجنمنٹ سائنسز، تکنیکی میپس، کوئٹہ، پاکستان

** پروفیسر، گورنمنٹ جزل موسیٰ ڈگری کالج، کوئٹہ، پاکستان

ہوئے۔ (۷) پھر جب آپ کی والدہ نے حضرت سید محمد حسن جیلانیؒ جو اپنے مرشد کے حکم پر سوئی شریف تشریف لائے ان کی شہرت سن کر حضرت حافظ الملک محمد صدیقؒ کی والدہ آپ کو حضرت جیلانیؒ سائیںؒ کی خدمت میں لے گئیں۔ اس وقت آپ کی عمر گیارہ برس تھی انہوں نے باطنی نظر سے فوراً بجانپ لیا کہ یہ پچھے بڑا ہو کر نامور ہستی بننے گا آپ نے محبت اور خصوصی شفقت کا برداشت کیا اور اپنے ہاں ٹھہرالیا اور نہ صرف ظاہری بلکہ باطنی تربیت بھی کرنے شروع کر دی۔ (۸)

بعض و خلافت:

خرقه خلافت ملنے کے ایک عرصہ بعد تک اپنے مرشد کی بارگاہ میں رہ کر سلوک و عرفان کی منزلیں طے کرتے رہے اور خانقاہ و فقراء کی خدمت میں پیش پیش رہے اور آپ نے قرآن مجید اپنے مرشد حضرت جیلانیؒ کے ہاں حفظ کیا تھا۔ (۹)

خرقه خلافت عطا کرنے کے بعد آپ کے مرشد حضرت جیلانیؒ سائیںؒ نے آپ کو حکم دیا کہ اب جا کر خلق خدا کو ہدایت کی طرف بلائیں۔ اللہ اپنے مرشد کے حکم کے موجب لوگوں کو رشد و ہدایت کی طرف بلانے کی غرض سے آپ اپنے مسکن بھر چونڈی شریف والپس تشریف لائے۔ (۱۰) یہاں آپ ۱۸۷۶ء / ۱۲۸۷ء میں خانقاہ بھر چونڈی شریف کی بنیاد رکھی۔ (۱۱) اللہ اپنے ہدایت کا سلسہ شروع کیا۔

انیسویں صدی کو سندھ میں جہالت اور بے علمی کا دور کہا جائے تو بے جانہ ہو گا کیونکہ اس دور میں سندھ کے اندر طبقاتی نظام عروج پر تھا۔ اونچے طبقے کے افراد کو ہر آسانی اور سہولت حاصل تھی۔ جبکہ عوام الناس افلاس و غربت اور مصائب میں گرفتار تھے اور ان کی زندگی جانوروں جیسی تھی۔ سندھ پر انگریزوں کا باقاعدہ تسلط فروری ۱۸۴۳ء میں ہوا۔ انہوں نے تالپوروں کو جنگ میانی اور دوآبہ میں شکست دے کر پورے سندھ پر قبضہ کر لیا۔ (۱۲)

- سندھ کے بااثر طبقوں میں ایک طبقہ ہندوؤں کا تھا جو پوری معیشت پر چھایا ہوا تھا۔ مسلمانوں کے خون پسینے کی کمائی ان کے جیبوں میں جاتی تھی، دوسرے الفاظ میں گویا سندھ کے غریب مسلمان ان کے پاس رہنے تھے۔

- ایک مقدتر طبقہ جاگیر دار اور زمینداروں کا تھا جو غریبوں کی نہ صرف جان مال بلکہ عزت و آبرو تک کا بھی مالک بنا ہوا تھا۔ بلاشبہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ سندھ کے غریب عوام انگریزوں کے کم اور ان جاگیر داروں اور سرمایہ داروں کے زیادہ حکوم تھے۔ گاؤں کا وڈیرہ اگر ناراض ہو جاتا تو لوگوں کی شامت آجائی تھی، نہ تو فصل کی کٹائی اور نہ بوانی ممکن تھی، کسی کو جان سے مار دینا ایک معمولی بات تھی۔ (۱۳)

- ایک اہم طبقہ سندھ میں انتظامیہ کا بھی تھا جو دراصل ہندوؤں، جاگیرداروں اور زمینداروں کا پشت پناہ تھا۔ جوان کے جرائم کی نہ صرف پردہ پوشی کرتا تھا بلکہ ان کو تحفظ بھی فراہم کرتا تھا جس کے لیے دین میں مدد کرتے، یہ لوگ اکثر ہر وقت موجود رہتے جوہر قسم کی کیسوں میں پولیس کورٹ کے لیے دین میں مدد کرتے، یہ لوگ اکثر وڈیروں اور زمینداروں کے کارندے ہوتے تھے گویا انگریزی دور میں پولیس کا کام امن و امان کے قیام سے زیادہ لوٹ مار، ظلم و تشدد، جھوٹ و فریب اور رشوت کا لین دین تھا۔ (۱۴)
- سندھ کے اندر انگریزوں کے دور میں مظالم کی ایسی داستانیں بہت مشہور ہیں، جنہیں پڑھ کر انسان کے رو گئے کھڑے ہو جاتے ہیں انگریزوں کا اصل مقصد مسلم اکثریت کو جہالت، افلاس، اوہام پرستی، سستی و کالی کاغذوں کے رکھنا تھا جبکہ دوسری طرف ہندو اقلیت کو علم، دولت، مراعات غرض ہر سہولت دے کر مسلمانوں کے ملی قومی اور ذاتی تخلص کو ملیا میٹ کرنے کی یہ ایک گھناؤنی سازش تھی۔ (۱۵)
- اس دور میں جعلی چیزوں کی بہت تھی، خالص تصوف اور اصل صوفیاء کرام کی پیروی کی جگہ ابہام پرستی اور جہالت نے لے لی تھی، اگرچہ ایک طرف سید راشد شاہ جیلانیؒ اور حضرت حافظ الملک بھرچونڈی شریف جیسے نفیس کے شریشتوں سے مخلوقِ خدار و حلقی پیاس بجھا رہی تھی لیکن چونکہ علم کی کمی اور جہالت کا دور دورہ تھا جس کے باعث اکثریت کھرے اور کھوٹے میں تمیز کرنے سے قاصر تھی۔ (۱۶) لیکن حضرت حافظ الملک بھرچونڈی شریف نے ان تمام مسائل کا خنده پیشانی سے مقابلہ کیا اور اپنے پاکیزہ مقاصد میں بڑی حد تک کامیاب ہوئے اس سلسلہ میں آپ نے جو حکمت عملی اختیار کی اس کا انحصار سے تحقیقی جائزہ لیا جاتا ہے۔

تبیغ و اشاعت اسلام

خانقاہ کے باقاعدہ قیام کے بعد آپ نے بھرچونڈی شریف میں سب سے پہلا کام یہ کیا کہ بیہاں ایک عالیشان مسجد کی بنیاد رکھی، جس کی اساس کامل و طہارت پر تھی۔ جماعت کے فقراء نے اول سے لے کر آکر تک باوضو ہو کر اس کی تعمیر میں حصہ لیا اور مشہور ہے کہ اس مسجد کی ایک اینٹ بھی بغیر وضو کے نہیں لگی۔ حضرت حافظ الملکؒ نے ب نفس نفیس اس کی تعمیر میں حصہ لیا، مٹی اور گاراخود اٹھاتے اور یوں محمود وایز کا فرق مٹایا۔ (۱۷) مسجد کے ساتھ آپ نے ایک مدرسہ کی بھی بنیاد رکھی، آپ نے قرآن مجید اپنے مرشد حضرت جیلانیؒ کے ہاں حفظ کیا تھا۔ اور قرآن مجید سے بے حد شغف رکھتے تھے۔ قرآنی اور دینی علوم کے علاوہ آپ نے خالص طور پر حفظ قرآن کو عام کرنے کے لیے مدرسہ قائم کیا۔ اس مدرسہ میں بے شمار طلباء دور دور سے آکر قرآن مجید حفظ کرنے لگے، آپ

روزانہ باقائدگی سے حفظ قرآن کی درس دیتے۔ یہ معمول آخر تک پابندی سے جاری رہا۔^(۱۸) اسی طرح بچیوں اور عورتوں کو قرآن مجید اور حفظ کی تعلیم آپ کی یہشیہ و دقی حافظہ قرآن بنیں۔^(۱۹)

دین اسلام کی تبلیغ اور اشاعت میں حضرت حافظ الملک کی بے شمار خدمات ہیں آپ کے ہاتھوں لاکھوں افراد نے فیض پایا اور رہ مستقیم اختیار کی، آپ کے دست حق پر سست پر بیعت ہو کر انہی زندگیوں کو نئی سمتوں سے آشنا کر آکیا۔ لاکھوں افراد کو آپ نے حلقة بگوش اسلام کیا۔^(۲۰) آپ کے ہاتھوں اسلام قبول کرنے والے لوگوں میں ایک نمایاں نام مولانا عبد اللہ سندھی کا ہے جو آپ کے ہاتھوں مسلمان ہو کر ”امام انقلاب“ کے لقب سے مشہور ہوئے اور آپ کی صحبت سے فیضیاب ہو کر ان کی طرز معاشرت ایسی ہو گئی جیسے ایک پیدائشی مسلمان کی ہوتی ہے۔^(۲۱)

اس کے علاوہ آپ کی ارادت و صحبت سے جو لوگ مستفیض ہو کر اجازت و خلافت کے درجے پر فائز ہوئے اور جنہوں نے آپ کے مشن کونہ صرف آگے پھیلایا بلکہ تبلیغ و اشاعت دین میں نمایاں کردار ادا کیا اُن میں خلیفہ حضرت غلام محمد دین پوری، حضرت سید تاج محمود امر وحی، خلیفہ عبدالغفار خان گڑھی ان کے فرزند مولانا احمد، خلیفہ شمس الدین احمد پوری اور خلیفہ دلمراڈ وغیرہ نمایاں ہیں۔^(۲۲) اور اسی طرح حفظ قرآن کا کام آپ نے صرف اپنی خانقاہ تک محدود رکھا بلکہ قریب، قریب اور گاؤں گاؤں اس کے مراکز قائم چہاں اس کی باقاعدہ تعلیم دی جاتی تھی۔ ان جگہوں پر تعلیم دینے والے اکثر حفاظ حافظ الملکت کے درس سے فیض یافتہ لوگ ہوتے تھے۔^(۲۳)

جیسا کہ ذکر الٰہی کو دین اسلام اور تصوف میں بلند مقام حاصل ہے۔ یہ نہ صرف تقریب ذات خداوندی کا ذریعہ ہے بلکہ اس سے دلوں کے زندگی میں دور ہوتے ہیں۔ لہذا ذکر الٰہی آپ کی طریقہ کابنیادی وصف ہے۔ حدیث مبارکہ میں سب سے افضل ذکر لا الہ الا اللہ کے کلمہ کو قرار دیا گیا ہے، اسی ذکر کی تلقین آپ کے روحانی نظام کا ایک حصہ ہے۔^(۲۴) عشق رسول ﷺ اور آنحضرت ﷺ کی کامل اتباع کا یہ جذبہ محض اپنی ذات تک نہ تھا بلکہ اس کو اپنی جماعت کے مریدین اور طالبین کے اندر بھی بھر پور انداز میں پھیلایا، یہی وجہ تھی کہ آپ کی جماعت کے لوگ بھی اپنی زندگیاں انہی اصولوں پر ڈھانے کے لیے عمل پیرارے۔^(۲۵)

علمی و دینی خدمات:

آپ کا علمی مقام بہت بلند ہے خانقاہ کے کتب خانہ کو دیکھنے سے پہلے چلتا ہے کہ آپ نے بہت سی درسی کتب کا مطالعہ کیا تھا۔ اس دور میں چونکہ اردو میں اس قدر مروج نہیں ہوئی تھی اس لیے فارسی کتب ہی آپ کے زیر مطالعہ رہیں۔ ان کتب پر آپ کی مہر کے نشانات موجود ہیں ان میں کنز پارسی، شرح و قاپی اور قدوری وہدایہ شامل

ہیں۔^(۲۶) آپ دینی و روحانی کتب سے بے حد شغف رکھتے تھے آپ نے خانقاہ میں کتب خانے کی بنیاد رکھی۔ ایک روایت کے مطابق آپ کے کتب خانے میں ہزاروں کی تعداد میں مختلف موضوعات پر کتب شامل تھیں۔ جن میں فقہ، حدیث، تصوف، تاریخ، تصور پر دار کتب موجود تھے مگر ناقدری اور عدم حفاظت کے باعث اکثر کتب ضائع ہو گئیں۔^(۲۷) مخدوم محمد ہاشم ٹھٹھوی کا بیاض جو دھنیم جلدیں میں ہے آپ نے بطورِ خاص اپنی جماعت کے ایک مولوی الہی بخش سیاکلوٹی کے لکھوا کر اپنے کتب خانہ میں رکھوایا۔ اس کے علاوہ اپنے جانشین کے لیے تصوف کا ایک رسالہ ناطقہ قلمی بھی لکھوایا۔^(۲۸) اسی طرح ایک رسالہ ”رسالو سلوک جو“ کا موضوع تصوف ہے۔ اس میں سلسلہ قادریہ کے اذکار، وظائف، روحانی لطائف کی تشریح اور اس سلسلے کی تسیجات و اشغال کی وضاحت کی گئی ہے۔ یہ رسالہ دوسرا سماں تھا (۲۹) اشعار پر مشتمل ہے۔

ملفوظات:

آپ کے ملفوظات کا مجموعہ ”جام عرفان“ کے نام سے شائع ہو چکا ہے۔ اس کے جامع بلوجھستان کے ایک عالم دین مولوی عبید اللہ ہیں۔ ملفوظات کا یہ نسخہ حضرت خلیفہ تاج محمود امر ویٰ کے پاس تھا۔ چنانچہ امروٹ سے درگاہ بائیکی (گھوٹکی) پہنچا۔ اور پھر وہاں سے حاصل کر کے اسے بھرچونڈی شریف لا یا گیا۔ اس کا ردود ترجیحہ سید محمد فاروق القادری نے کیا ہے اور اس کی اشتاعت لاہور سے ہوئی ہے۔ روایت ہے کہ حضرت خلیفہ تاج محمود امر ویٰ اپنے مرشد کے ان ملفوظات سے اس قدر گہری عقیدت و محبت رکھتے تھے کہ نسخہ کو ہمیشہ اپنے سرہانے رکھتے۔ اور بغیر وضو کسی کو اس پر ہاتھ لگانے نہیں دیتے تھے۔ اگر کوئی ایسا کرتا تو اس پر شدید ناراضگی کا اظہار کرتے تھے۔^(۳۰) آپ کی تصانیف، رسالے، ملفوظات و دیگر اذکار، وظائف کے ذریعے لوگوں کی بڑی تعداد فیض یاب ہوئی۔

بوجہ صوفیاء خام، عوام کی اصلاح و تربیت:

حضرت حافظ الملّتؒ کی طبیعت میں غیرت و محیت دین کا جو ہر کوٹ کوٹ کر بھرا تھا یہی وجہ تھی کہ اس جذبہ دینی کے خلاف جو بھی امور اختیار کرنے کی کوشش کی گئی آپ نے اس کا بھرپور انداز میں مقابلہ کیا۔ معاشرے میں موجود غیر شرعی رسومات اور بدعتات کو آپ نے سختی سے روکنے کی کوشش کی اور اپنے مریدین اور معتقدین میں بھی یہی جذبہ پیدا کیا۔^(۳۱) کیونکہ عوام الناس کی جہالت اور بے علمی سے نقیلی پیروں نے بڑا فائدہ اٹھایا۔ اور ان کے اختیارات میں اضافہ ہو گیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان جعلی پیروں اور سیدوں کے چکر میں آکر عوام جو پہلے ہی غربت کی چکلی میں پس رہے تھے مزید مفلسی کا شکار ہونے لگے۔ یہ وہ دور تھا جب سندھ میں مصنوعی پیروں کی خانقاہیں عروج پر تھیں۔^(۳۲) چنانچہ یہ وہ حالات تھے جس سے انیسویں اور بیسویں صدی کا سندھ گزر رہا تھا اس

دور کی مذہبی حالت کا شاہ ولی اللہ محدث دھلویؒ نے عمرہ نقشہ کھینچا ہے۔ بغور دیکھا جائے تو انہوں نے ان حالات کی درست تصویر کشی کی ہے۔ اس دور کے علماء اور مشائخؒ کے بارے میں وہ یوں رقمطراز ہیں۔

”اس دور کے مسلمانوں میں اگر اہل یہود کا نمونہ دیکھنا چاہتے ہو تو ان علماء سو کو دیکھو جو طالب دنیا ہیں اور اپنے بڑوں کی پیروی میں انہے ہوئے جاتے ہیں، کتاب و سنت کی نصوص سے اعراض برداشت رہے ہیں۔“^(۳۳) اگر عیسائیوں کا نمونہ اپنی قوم میں دیکھنا چاہتے ہو تو آج کل کے پیروں اور ان کے اولاد کو دیکھ لے جو اپنے آباء و اجداد کے حق میں کس قسم کے خیالات رکھتے ہیں۔ اور انھیں کھینچنے کا تان کر کہاں تک طول دے دیا ہے۔“^(۳۴)

بعینہ یہی نقشہ حضرت حافظ الملکؒ نے اپنے دور کے پیروں کا اس طرح کھینچا ہے۔ آپ فرماتے ہیں (ایک تمثیل کے بیان کرنے کے بعد) :

”اس زمان کے پراؤں ریچھ کے مانند ہیں جو اپنے آباء و اجداد کے کشف و کرامات کے حوالے سے مخلوق کو اپنے دام فریب میں پھنسالیتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ اگر یہ لوگ ہمارے دام تزویر سے نکل گئے تو ہمارا گزارہ کس طرح ہو گا۔ مرید کشف و کرامات کے خوف اور پیراپنے آباء و اجداد کے نگ و عمار کے باعث ایک دوسرے سے چھٹے رہتے ہیں یہاں تک کہ دنیا میں ہلاکت و مصیبت کے گرداب میں پھنس کر مر جاتے ہیں۔“^(۳۵)

ان حالات میں کہ جب جذبہ دینی کی از حد ضرورت تھی اس معاملے میں آپ نے دینی غیرت و حیمت کو غیب عوام جو مسائل کے بھنور میں گھرے ہوئے تھے ان میں اجاگر کیا تاکہ مشرکانہ رسومات اور بدعتات جو عام تھیں ان اوہام پر سُتی اور جہالت سے باہر نکلیں اور با شعور اور با علم ہو کر نیکی کے رستے پر چلیں۔

بدعات و غیر شرعی رسومات کے خلاف جدوجہد:

آپ کے مرشد حضرت سید حسن شاہ جیلیانیؒ میں جو جذبہ جہاد موجز ن تھا وہی جذبہ آپ کو یعنیہ منتقل ہوا۔ توحید کو پھیلانے، شرک و بدعتات اور غیر شرعی رسومات کے خلاف آپ کی جدوجہد مثالی ہے جس کا عکس مندرجہ ذیل مجاہدانہ واقعات سے صاف نظر آتا ہے۔ کہ جن میں جہاد پتن مینارہ، جہاد لوڑی کنڈہ اور پیر سہری کا واقعہ۔ ان تمام کی تفصیل کچھ یوں ہے کہ:

- ”پتن مینارہ“، رحیم یار خان شہر سے پانچ میل کے فاصلہ پر جنوب میں ایک غیر آباد علاقے میں واقع ہے۔^(۳۶) یہ ایک قدیم بستی ہے جو پاکستان کے آثارِ قدیمہ سے تعلق رکھتی ہے۔ یہ تہذیبی لحاظ سے

موہن جو دُر اور ہڑپ سے ممانعت رکھتی ہے۔^(۳۷) مشہور ہے کہ یہاں ایک بدھ مندر تھا جس کا پروہت بڑا مکار آدمی تھا جو ایک ننگے بت کے ذریعے مسلمانوں کے عقائد خراب کرتا تھا۔^(۳۸) وہ یہاں شیولنگ کی پوچا کے علاوہ مسلمانوں کی جہالت اور سادہ لوگی سے فائدہ اٹھا کر انھیں مشرکانہ عقائد کی طرف مائل کر رہا تھا اور مسلمانوں میں بت پرستی جیسے رجحان کو فروغ دے رہا تھا ایک خیال یہ بھی ہے کہ یہ دراصل مسلمانوں کو شدھی کرنے کی تحریک کا حصہ تھا۔^(۳۹) اس کی اطلاع علاقے کے چند مظلوم مسلمانوں نے حضرت سید حسن جیلائیؒ کو دو دی۔ عقیدہ توحید کے خلاف اس گھناؤنی سازش کا استیصال آپ نے ضروری سمجھا۔ اور آپ نے اپنے فقراء اور درویشوں کا ایک لشکر جہاد کی غرض سے تیار کیا۔ اور اس لشکر کا سالار حضرت حافظ الملّت محمد صدیق علیہ رحمت کو بنایا۔^(۴۰) اس لشکر کشی کی اطلاع جب اس وقت کے نواب بہاولپور کو ہوئی تو اس کو یہ بات ناگوار گزیری، اس نے ایک وفد جس میں ایک ہندو پنڈت بھی شامل تھا حضرت جیلائیؒ کے پاس بھیجا اور وفد کے ذریعے یہ سوال کرایا کہ اللہ تعالیٰ رب العالمین ہے یا رب المسلمین؟ حضرت جیلائیؒ یہ سن کر جلال میں آگئے اور جواب میں فرمایا کہ نواب کو جا کر کہو کہ اپنی بیٹی کی شادی کسی ہندو پنڈت سے کر دو جواب خود بخوب مل جائے گا۔^(۴۱) وفد غصہ کے عالم میں واپس ہوا اور سارا احوال نواب سے گوش گزار کیا، نواب نے اسے اپنی توہین سمجھا اور فقراء کے ساتھ جنگ کرنے کا ارادہ کیا۔ حضرت حافظ الملّتؒ کی قیادت میں لشکر لا الہ الا اللہ کا نصرہ لگاتے ہوئے پورے جوش و خروش کے ساتھ مندر پر حملہ آور ہوا۔ بدھ بھکشوں کی تاب نہ لا کر وہاں سے فرار ہو گئے اور اس طرح بغیر کسی بڑی مزاحمت کے فقراء نے مندر پر قبضہ کر لیا۔^(۴۲) یہ صورت حال دیکھ کر نواب صلح پر آمادہ ہوا اور پیغام بھجوایا کہ پتن مینارہ کا یہ سارا علاقہ ہم آپ کو بطورِ جاگیر بخشتے ہیں اس پر حضرت جیلائیؒ نے کہلا بھیجا کہ جہاد کے بعد اب یہ پورا علاقہ مجاهدین کی ملکیت میں آچکا ہے۔^(۴۳) اس کے بعد اس مندر اور بت کو گرا کر ایک مدرسہ اور مسجد تعمیر کیے گئے اور لنگر کا اہتمام کیا گیا۔^(۴۴) یہ مندر مع جاگیر کے آٹھ سو بیگھہ زمین پر مشتمل تھا اور وہ چاروں فتوحات کے نام سے مشہور ہے۔^(۴۵)

- لوئڈی کنڈہ دراصل ایک درخت کا نام تھا جسے جاہل عوام و مسلمانوں نے اپنا حاجت رو سمجھ رکھا تھا، لوگ دور دور سے وہاں جاتے اور منتیں و مرادیں مانگتے اور بے شمار بدعات و شرکیہ امور کا سلسہ جاری تھا۔^(۴۶) لوٹری کنڈہ جہاں واقع تھا اور علاقہ بلوچستان میں شامل ہے اور بگٹی کا علاقہ کہلاتا ہے۔^(۴۷) اس کی خبر جب حضرت حافظ محمد صدیقؒ کو ہوئی تو آپ نے اس کے خلاف جہاد کا ارادہ کیا اور فقراء کی ایک بڑی جماعت لے کر نکلے۔ آپ کے اس ارادے کی خبر اس علاقے کے بلوچ قبائل کے سرداروں کو ہوئی تو انہوں نے پرآمادہ ہو گئے۔ آپ نے انھیں سمجھانے اور تبلیغ کی غرض سے بلا بھیجا۔ اس پر چند بلوچ

سردار آپ سے ملنے آئے۔ آپ نے ان کے سامنے موثر انداز میں توحید کی تبلیغ کی اور شرکیہ رسومات کی برائی اور نرمت بیان کی آپ کی بالتوں سے وہ لوگ کس قدر متاثر ہوئے مگر اس کے باوجود اس درخت کے کاٹنے کو پہنچ بآپ دادا کے عقیدے کی توجیہ سمجھ رہے تھے اور آپ پر بے حد زور ڈالا کہ آپ درخت کے کاٹنے سے باز رہیں۔ مگر آپ اس پر کسی طور تیار نہیں ہوئے اس پر وہ جنگ و جدل کرنے کی دھمکیاں دینے لگے، مگر آپ نے اس کی کوئی پرواہ نہ کی اور اپنے موقف پر سختی سے قائم رہے۔^(۲۸) آخر بلوچ سرداروں نے جنگ سے قبل فرقہ اندازی کی تجویز پیش کی، جسے آپ نے قبول فرمایا۔ یہ تجویز اس طرح تھی کہ تین قرعے بنائے گئے ایک اللہ تعالیٰ کا جو بلوچوں کا حلیف ہو گا دوسرا بلوچوں کا تیسرا حضرت حافظ الملکت^{۲۹} کا۔ اگر بلوچوں کا فرقہ غالب رہا تو وہ جنگ کریں گے۔ فرقہ اندازی تین مرتبہ کرائی گئی، ہر دفعہ آپ ہی کا قرعہ نکلا۔ اس پر بلوچوں میں افواہ پھیل گئی کہ حضرت صاحب تو (نوعز باللہ) اللہ تعالیٰ سے بھی حبیب گیا المذا انہوں نے آپ کے ہاتھوں توبہ کی اور فوراً درخت کو کاٹ ڈالا۔^(۳۰)

- روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضرت حافظ الملک بلوچستان کے تبلیغی سفر پر تھے دوران سفر آپ کا گزر پیر سہری کی قبر سے ہوا جو بلوچ قبائل بالخصوص بگٹی قبیلوں کی عقیدت کا مرکز ہے۔ ان قبائل کی عورتیں پیر سہری کی قبر پر جا کر سائیں بنتی ہیں اور منتیں مانتی ہیں اگر اللہ تعالیٰ کی قدرت سے ان کے ہاں اولاد ہو جائے یا کوئی اور مطلوبہ مقصد برآئے تو یہ عورتیں اپنے بال لٹ کی صورت میں گوندھ کر سہری کی قبر پر لے جاتی ہیں اور قبر کے مجاہروں سے یہ بال کٹو کر پیر کی قبر کے قریب لگادیتی ہیں۔ آپ پیر سہری کی قبر پر تشریف لے گئے اور فاتحہ خوانی کے لیے ہاتھ اٹھائے تو بذریعہ کشف آپ کو علم ہوا کہ یہ قبر فرضی ہے اور اس میں کوئی میت سرے سے دفن ہی نہیں ہے۔ آپ لاحوال و لاقوام پڑھ کر باہر نکل آئے۔ فقیر عبدالرجیم نے جو آپ کے ہمراہ تھا یہ بات پوری جماعت کو سنائی جس پر تمام جماعت کے فقراء نے مل کر قبر کو توڑ پھوڑ کر برابر کر دیا۔ اس کے بعد آپ کی وہاں سے رواگی ہوئی۔ کچھ آگے جا کر آپ نے جماعت کو پڑاؤڑانے کا حکم دیا۔ اس واقعہ کی اطلاع جب قبر کے مجاہروں اور عقیدت مندوں کو ہوئی تو وہ لوگ جو کہ سینکڑوں کی تعداد میں تھے آج تو شاید ہم بے گروکھ ہو جائیں گے۔ آپ نے انھیں حوصلہ دیتے ہوئے فرمایا کہ تم لوگوں نے قرآن مجید نہیں

بلوچوں نے آپ سے پوچھا کہ ہماری پیر کی قبر آپ لوگوں نے کیوں مٹائی ہے؟ آپ نے فرمایا مجھے ایسی بڑی رسماں پیدا کرنے والے سہری، گاہی، پنجو غیرہ جہاں بھی ملے انھیں ہر گز نہیں چھوڑوں گا کیونکہ انہوں نے بلوچوں کی نہ صرف توبین کی ہے بلکہ ان کی غیرت کو بھی لکھا رکھا ہے۔ اور میں انشاء اللہ بلوچوں کی اس توبین کا بدله لے کر رہوں گا۔^(۵۰) دراصل یہ تبلیغ و تعلیم کا ایک ایسا نفیسیاتی اندراز تھا کہ جوان کے مزاج و تمدن کے عین مطابق تھا، جس کا خاطر خواہ اثر ہوا اور فوراً اثر م پڑ گئے۔

اتباع شریعت کی تعلیم و تربیت:

تصوف و ولایت کی بنیاد چونکہ شریعت و سنت پر قائم ہے، یہی وجہ تھی کہ حضرت حافظ الملک محمد صدیقؒ اس کی سختی سے پابندی کرتے تھے اور ایسے تمام امور و رسوم سے نفرت کرتے تھے جن کا شریعت ظاہری سے کوئی تعلق نہیں ہوتا تھا۔ اور ایسے غیر شرعی امور سے منع فرماتے تھے۔ جیسا کہ:

- آپ شادی بیاہ کی کسی ایسی تقریب میں ہر گز شرکت نہ فرماتے جس میں ڈھول باجے گانے بجانے یا موسيقی کے دیگر آلات کا استعمال ہوتا۔ اور جماعت کے فقراء کو بھی ایسا ہی حکم تھا۔ المذا ایسا بھی ہوتا کہ جماعت کے فقراء اپنے شاخ کامل کے فرمان کے موجب اپنے قربی رشتہ داروں کو شادیوں میں محس ایس لیے شرکت نہ کرتے کہ وہاں ڈھول باجے وغیرہ ہوتے۔^(۵۱)

حامی عبیدی لکھتے ہیں!

”حضرت سید العارفین اپنے مرشد جیلانی سائیں اور دادا پیر حضرت سید راشد شاہ جیلانیؒ کی طرح شرک و بدعت، رسم و رواج اور خلاف شرع باتوں سے سخت تنفس اور مخالف تھے، جماعت و متعلقین میں کوئی خلاف شرع امر برداشت نہیں کرتے تھے اور ان امر میں اس قدر متعدد تھے کہ اپنے مرشد کے مدد نشین حضرت سانوں سائیں (جن کی آپ ہمیشہ جو تیاں سید ہی کرتے اور پنکھا جھلتے تھے) کے صاحب زادے میاں عبدالحمید کی شادی پر محس اس لیے ناراض ہو کر اٹھ کر چلے آئے کہ اندر وون حوالی میں سے آپ کے کانوں تک عورتوں کے سہرے گانے کی آواز پڑ گئی تھی، سانوں سائیں اور قدیم فقراء کی منت سماجت پر راستے سے واپس آگئے۔ سہرے گانے بند کر دیئے گئے۔ میاں عبدالحمید کا زری سے کڑھا ہوا کرتے چھاڑ کر اپنا درویشانہ جبہ پہنایا، شادی کے اونٹ کو چھیروں اور گھنگروں سے سنوارا گیا تھا اس کے گھنگر واتار کر توڑ دیئے۔“^(۵۲)

لنگر خانہ کے اونٹ کا پالان ایک دفعہ ایک فقیر نے کسی شخص کو عاریتؒ دے دیا جسے وہ اپنے اونٹ پر رکھ کر ایک ایسی شادی میں شریک ہوا جس میں غیر شرعی امور بجالائے گئے حضرت حافظ الملکؒ کو جب اس کی اطلاع ہوئی تو

آپ نے وہ پالان منگوا کر جلا دیا۔^(۵۳) آپ کا یہ عمل حضرت عمر فاروقؓ کی عین اسی اقتداء میں تھا جب آپ نے شاہان ایران کا وہ بیش قیمت قلیں جلا دیا تھا جس پر بیٹھ کر وہ شراب نوشی کرتے تھے اور لہو و لعب کا ارتکاب کرتے تھے۔

- آپ نشر آور اشیاء سے شدید نفرت کرتے تھے اور اپنی جماعت کے فقراء کو سختی سے ایسی اشیاء کے استعمال سے روکتے تھے۔ نسوار اور تمباکو کو خاص طور پر آپ نہایت ہی بر اجانتے تھے نسوار استعمال کرنے والے امام کے پیچھے نماز پڑھنے کو مکروہ تحریکی قرار دیتے تھے حتیٰ کہ جس کنویں کے پانی سے تمباکو کی کاشت کی جاتی اُس کنویں کے پانی سے وضو تک نہ کرتے اور جماعت کے فقراء کو بھی ایسی ہی تاکید فرماتے تھے۔^(۵۴)

- ایک مرتبہ آپ کی جماعت کا ایک عالم دین آپ کو دعوت کر کے اپنے گاؤں لے گیا، آپ کے ہمراہ فقراء کی جماعت بھی تھی۔ گاؤں کے لوگ آپ سے ملنے کے لیے آنے لگے۔ ان میں ایک چھوٹا لڑکا بھی تھا جس کے ہاتھوں میں چاندی کے لکھن تھے۔ آپ نے دریافت فرمایا کہ یہ لڑکا کس کا ہے آپ کو بتایا گیا کہ یہ اسی مولوی صاحب کا بیٹا ہے جو حضرت والا کو دعوت کر کے لایا ہے آپ نے مولوی صاحب سے پوچھا کہ مولوی صاحب سونے چاندی کے زیورات تو مردوں کو پہننا حرام ہیں۔ مولوی صاحب نے جواب دیا قبلہ اس کے نانا نے اس کو مجبور کر کے پہنانے ہیں یہ سن کر آپ ندارض ہو گئے اور اپنی جماعت سے فرمایا کہ یہاں سے روانگی اختیار کرو یہاں اللہ تعالیٰ کا دین نہیں بلکہ نانا کا دین ہے اور دعوت لیے بغیر پوری جماعت کے ہمراہ وہاں سے روانہ ہو گئے۔^(۵۵)

- ایک مرتبہ دورانِ خطبہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ بچے کی پیدائش کسی عزیز کی موت شادی یا غمی کے ایسے تمام موقعوں پر وہی اوصاً رسالہ جلالہ نے چاہیں جو آنحضرت ﷺ نے انجام دیے ہیں۔ یا کرنے کا حکم فرمایا ہے۔ مختلف قسم کی بدعتوں اور فسق و نجور پر مبنی ایسی تمام رسوموں سے پرہیز کیا جائے جو لوگوں نے جہالت کی وجہ سے گھٹلی ہیں یا کافروں کی رسمیں ہیں جو مسلمانوں میں گھس آئی ہیں۔^(۵۶)

- آپ فروعی اختلافات سے اجتناب کی تعلیم دیتے ہیں۔ آپ اپنے شیخ کامل کے قول کے حوالے سے ارشاد فرماتے ہیں کہ ”روز قیامت اللہ تعالیٰ یہ سوال نہیں فرمائے گا کہ تم دنیا میں کون سے طریقے کی پیروی کرتے رہے ہو۔ حنفی تھے یا مالکی، شافعی یا حنبلی؟ یا کس کے بیٹے ہو اور کیا کرتے ہو؟ بلکہ تم سے صرف یہ پوچھا جائے گا کہ دنیا میں مخلوق کے خالق کو یاد کیا یا نہیں؟“^(۵۷)

خدمتِ خلق کی پیروی و تلقین:

آپ دوسروں کے کام اپنے ہاتھوں سے کر کے خوشی محسوس کرتے۔ کسی تعمیر کا کام ہو یا فقراء کے کوزے بھرنا پینے کا پانی لانا ہو یا ان کے لیے لنگر تیار کرنا غرض ہر کام آپ نے بہ نفس نفیس بطور خدمتِ خلق اپنے ہاتھوں سے انجام دیا۔ سوئی شریف کی مسجد کی تعمیر میں آپ نے حصہ لیا، اینٹیں گارا خود اٹھاتے تھے۔ حتیٰ کہ فقراء کے وضو کی خاطر ان کے کوزے اپنے ہاتھوں سے بھر کر رکھتے تھے۔^(۵۸)

روایت ہے کہ ایک مرتبہ سخت سردی کی رات میں آپ اٹھے اور دیکھا کہ ملکے میں پانی نہیں ہے خیال گزر اکہ تہجد کے وقت جماعت اٹھے گی اور پانی نہ ملنے کی صورت میں پریشان ہو گی۔ چنانچہ ڈیڑھ من وزنی مٹکا کاندھ پر اٹھایا اور وہاں سے چند میل دور ڈہر کی تالاب پر پہنچے اور اُسے بھر کر واپس اپنی جگہ لا کر رکھا، جماعت جب اٹھی تو پانی موجود پایا اور وضو کر کے عبادت میں مشغول ہوئی^(۵۹) خدمتِ خلق کی یہ ایک اعلیٰ مثال ہے۔ آپ نے خلقِ خدا کی خدمت کو ناصرف اپنا شعار بنایا بلکہ اپنے مریدین و متعلقین کو بھی اس کی واضح تلقین فرمائی۔ آپ کا ارشاد ہے!

”اے طالبان و سالکانِ راہ حق پیر بننے کی کوشش مت کرنا اور نہ ہی لوگوں کی تعریف اور ان کے اکٹھا ہونے سے خوش ہو نا بلکہ مسکینوں کی خدمت کو اپنا شعار بناؤ اور اخلاقِ محمدی ﷺ کو اپناو اور جو کام کرو اللہ تعالیٰ کی ذات کے لیے کرو۔“^(۶۰)

چونڈی شریف میں خانقاہ کے باقاعدہ قیام کے بعد جب مسجد شریف تعمیر کی گئی تو اس دوران ایک معمار آپ کا معتقد ہو کر آپ کے دستِ مبارک پر بیعت کر چکا تھا۔ اور اُس نے مسجد کی تعمیر کا سارا کام بلا کسی معاوضہ و منفعت کے محض ثواب کی خاطر کیا۔ جب مسجد کی تعمیر کا کام مکمل ہو گیا تو معمارِ مذکور اپنے گھر واپس جانے کے لیے اجازت لے کر اسٹیشن ڈہر کی طرف روانہ ہوا۔ اس کی جیب میں ملتان تک کا کرایہ نہ تھا۔ وہ اسی پریشانی میں چلا جا رہا تھا کہ اُسے پیچھے سے ایک ماوس آواز سنائی دی۔ مژر کر دیکھا تو حضرت حافظ الملک گھرے تھے انھوں نے معمار کو ایک پوٹلی دیتے ہوئے فرمایا: ”میرے بھائی تم نے مسجد کا کام فی سبیل اللہ کیا ہم بھی یہ فی سبیل اللہ تمہاری نذر کر رہے ہیں“، معمار کی حرمت کی انتہاء نہ رہی، آگے جا کر جب پوٹلی کھولی تو اپنی محنت سے زائد رقم موجود تھی۔^(۶۱) آپ ہمیشہ راہ حق سے امید کی تلقین فرماتے کہ: ”طالب صادق اور اہل توحید کو چاہیے کہ وہ ہر دلکش سکھ میں اسی کی طرف نگاہ رکھے توحید میں دو قبیلے اختیار کرنے سے یہ راستہ طے نہیں ہو سکتا۔ یا اللہ تعالیٰ کی رضا کو مقدم سمجھے یا اپنی خواہش کو۔“^(۶۲) اسی طرح ایک مرتبہ آپ اپنے عقیدت مند محمد شریف کی مسجد میں تشریف لے گئے اور پچھے دیر قبلہ رو بیٹھنے کے بعد فرمایا کہ مسجد قبلہ کے رخ پر درست نہیں ہے۔ پھر آپ

نے ارشاد رفرمایا کہ جو نئی مسجد بنانا چاہے اُسے چاہیے کہ شب کی ابتداء میں چاروں کونوں پر لکڑیاں گاڑے اور اُسے پر رسیاں باندھ دے، یہ قطبی ستارے کو مد نظر رکھ کر کیا جائے، پھر سحری کے وقت اٹھ کر غور کرے اور اندازہ کرے کہ قطب ستارہ پہلے حصے کی نسبت یعنی ابتداء کی نسبت اپنی جگہ سے کٹا ہٹ گیا ہے۔ تین شب تک یہی عمل دوبارہ اتنا ہے پھر جتنا بھی فرق نکلے اُسے نصف کرے اور اُسے کے مطابق مسجد کی بنیاد رکھے۔^(۶۳)

حضرت حافظ الملّت کی تعلیمات کے اثرات:

حضرت حافظ الملّت محمد صدیقؒ بانی خانقاہ بھرچونڈی شریف نے ایک چھوٹے سے قصہ میں نور ہدایت کی جو شمع جلائی تھی۔ اس کی روشنی دور دور تک پھیلی جس نے چار دنگ عالم کو روشن کیا۔ آپ کی تعلیمات کے اثرات دور دور تک پہنچے جس کے دور س متاثر نکلے حتیٰ خدا کی ایک بڑی تعداد نے آپ کے حلقة ارادت میں آکر اپنا ذرا خذات الہی کی طرف موڑا۔ مختصر آہم حضرت حافظ الملّت کی تعلیمات کے اثرات کا تذکرہ کرتے ہیں۔

علمی اثرات:

حفظِ قرآن:

آپ خود حافظ قرآن تھے لہذا آپ نے قرآنی علوم کو عام کیا۔ اس سلسلے میں آپ کی سب سے بڑی خدمت حفظِ قرآن کی ایک بڑی تعداد آپ کے ہاں سے فارغ ہو کر نکلی جنہوں نے آگے جا کر بے شمار جگہوں پر اس کام کو مزید پھیلایا۔ آپ نے قرات کی بھی ایک نئی طریقہ جو خانقاہ بھرچونڈی شریف کی خاص قرات بن گئی۔ اور اس قرات و حفظ کی شہرت دور دور تک پہنچی۔ حضرت حافظ الملّت کی یہ مشیرہ بھی حافظ قرآن تھیں جنہوں نے عورتوں کے اندر بھی حفظِ قرآن کو پھیلایا اور حافظِ قرآن پیدا کرنے میں اہم کردار ادا کیا اور آپ کے ہاتھوں کافی تعداد میں عورتیں حافظِ قرآن بنیں۔^(۶۴)

علماء میں فیضِ عام:

حضرت حافظ الملّت سے بڑے بڑے علماء و فضلاء نے استفادہ کیا یہ علماء نہ صرف قرب وجوار سے تعلق رکھتے تھے بلکہ دور راز سے آکے آپ کی مجلس و صحبت میں حاضری دیتے تھے۔ اور آپ کی علمی و روحانی محفلوں سے فیضیاب ہو کر علماء باکمال بنے۔ آپ بلاشبہ پنجاب سے یوپی تک اور ایران کی سرحدوں سے لے کر افغانستان تک جید علماء و فضلاء کے پیر مغل اسے تھے۔^(۶۵)

دینی اثرات:

غیر مسلموں میں قبول اسلام:

اسلام کی اشاعت میں آپ کی مساعی قابل قدر ہے۔ غیر مسلموں کی ایک بڑی تعداد آپ کے دست مبارک پر مشرف بہ اسلام ہوئی، دور و نزدیک سے بے شمار غیر مسلم آتے اور آپ کی ایک جھلک دیکھ کر اپنے آباء و اجداد کا مند ہب چھوڑ کر حلقہ بگوش اسلام ہو جاتے ان غیر مسلموں کی صحیح تعداد کا تو علم نہیں لیکن اندازہ ہے کہ ان کی تعداد لاکھوں میں ہے۔^(۶۲) انہی غیر مسلموں میں ایک نمایاں نام مولانا عبد اللہ سندھی کا ہے جنہوں نے آپ کے ہاتھوں اسلام قبول کرنے کے بعد بقول ان کے اپنے میری طرزِ معاشرت ایسی ہو گئی جیسی پیدائشی مسلمان کی ہوتی ہے۔^(۶۳)

جذبہ جہاد:

دینی خدمات کے سلسلے میں آپ کی عظیم مجاہدیہ کو ششیں بھی قابل ذکر ہیں شرکیہ اور غیر اسلامی وغیر شرعی امور کے ارتکاب کی آپ نے نجکنی کی اور اس سلسلے میں باقاعدہ عملی جہاد کیا، جہاد پتن مینارہ جہاد لوڑی کنڈہ اور پیر سہری جیسے واقعات عملی جدوجہد کی زندہ مثالیں ہیں۔ یہی جذبہ آپ کی جماعت و معتقدین میں اب بھی موجود ہے اور آپ کی انھیں تعلیمات پر عمل پیرا ہوتے ہوئے جملہ غیر اسلامی امور سے نفرت کرتے ہیں۔

روحانی اثرات:

حضرت سید العارفین کافی روحانی دور درستک پہنچا آپ کے دست مبارک پر آپ کی زندگی ہی میں تقریباً تین لاکھ کا فرد نے بیعت کی۔^(۶۴) یہ تعداد کوئی معمولی نہیں ہے ان لوگوں میں آپ کے وہ قابل فخر خلفاء بھی شامل ہیں جنہوں نے اپنے مرشد کامل کے پیغام اور تعلیمات کو آگے پھیلایا اور تاریخ میں نمایاں مقام پایا۔ ڈاکٹر غلام علی الائمه فرماتے ہیں!

”حضرت حافظ الملک“ کی خدمات کا اس سے بڑھ کر اور کیا ثبوت مل سکتا ہے کہ آپ نے مولانا عبد اللہ سندھی، مولانا تاج محمود امرؤی، خلیفہ غلام محمد دین پوری، مولانا عبد الغفار خان گنڈھی اور مولانا محمد شریف بلوچستان جیسے برگزیدہ عالم و فاضل کندن بن کر قومی بیداری میں اہم کردار ادا کیا۔“^(۶۵)

حضرت حافظ الملک“ کے خلفاء کرام کا تعلق نہ صرف اس خطے سے ہے بلکہ آپ کے بعض خلفاء کا تعلق پاہر کے ممالک سے بھی ہے۔ آپ کے خلفاء کے ذریعے آپ کی تعلیمات ان علاقوں میں پھیلیں۔

سندھ:

سندھ کے حوالے سے آپ کے خلفاء مجاز میں ایک اہم نام حضرت سید مولانا تاج محمود امر وٹی کا ہے جنہوں نے نہ صرف خانقاہ قائم کر کے آپ کی تعلیمات کو پھیلا یا بلکہ انگریزوں کے خلاف جدوجہد میں بھی بھرپور حصہ لیا۔ سندھ میں حضرت امر وٹی کے علاوہ خلیفہ دلمرا خان (جیکب آباد) خلیفہ رب ڈنہ پکڑہ (لاڑکانہ) کے ذریعے آپ کی تعلیمات کا شہرہ دور دور تک پہنچایا ہی ویح ہے کہ گھوگھی خیر پور شہید ادکوت جیسے علاقوں میں حضرت حافظ الملّتؒ کی جماعت اور مریدین کی بڑی تعداد آباد ہے۔ (۲۰)

پنجاب:

پنجاب کے خطہ سے تعلق رکھنے والے آپ کے خلفاء مجاز میں سے سب سے نمایاں رہتی حضرت خلیفہ ابو سراج غلام محمد دین پوری کی ہے آپ کے کارناموں سے کون واقف نہیں ہے آپ کو اپنے مرشد حضرت حافظ الملّتؒ سے جو عقیدت و محبت تھی اس کی مثال نہیں ملتی، آپ کو اپنے مرشد کامل کے خلیفہ اول ہونے کا بھی اعزاز حاصل ہے آپ کا قومی تحریکیں میں کردار تحریک ریشمی رومال کے دوران قید و بند کی صعوبتیں، انگریز استعمار کے خلاف جدوجہد وہ قابل ذکر کارنا مے ہیں جن میسح حضرت حافظ الملّتؒ کی تعلیمات و تبلیغ کے اثرات کا نتیجہ ہیں۔ حضرت خلیفہ شمس الدین احمد پوری، خلیفہ عبدالعزیز کالا باغ کا تعلق بھی اسی پنجاب کے خطہ سے تھا جنہوں نے اپنے شخچال کی تعلیمات کو عام کرنے میں نمایاں حصہ لیا۔

بلوچستان:

بلوچستان سے تعلق رکھنے والے آپ کے خلفاء میں سے خلیفہ ابوالخیر (دشت کوئٹہ) محمد شریف بلوچستانی اور ان کے فرزند مولوی عبد اللہ کے نام نمایاں اہمیت رکھتے ہیں موخر الذکر کرنے حضرت حافظ الملّتؒ کے ملفوظات کو تلبیبند کیا۔ اس خطے میں ان حضرات نے آپ کی تعلیمات کو عام کیا۔ بلوچستان کے ضلع جعفر آباد، نصیر آباد، کچھی میں حضرت حافظ الملّتؒ کے مریدین و معتقدین کی خاصی تعداد آباد ہے۔

اس کے علاوہ چشمہ (کوئٹہ) کے مشائخ حضرت خواجہ فیض الحق نقشبندیؒ اور ان کے فرزند حضرت عمر جان نقشبندیؒ کا تعلق خاطر بھی حضرت حافظ الملّتؒ کے ساتھ رہا۔ نہ صرف یہ بلکہ خلیفہ عبدالرحمن کابلی (افغانستان) اور حضرت خلیفہ عمر شاہ (عراق) نے اس خطے سے باہر تک آپ کی تعلیمات کو پہنچایا اور مخلوق خدا کی رہنمائی کی اور ان کے ذریعے بڑی تعداد میں لوگ فیض روحانی سے مستفید ہوئے۔

ذیلی خانقاہوں کے ذریعے تبلیغی اثرات:

حضرت حافظ الملکؒ کے خلفاء مجاز نے جو ذیلی خانقاہیں قائم کیں ان کے فیض یافتہ خلفاء نے آگے چل کر اپنے اپنے روحانی اور دینی مرکز میں تعلیم و تبلیغ کے ذریعے آپ کے نام اور پیغام کو مزید پھولنے کا موقع فراہم کیا۔ ان ذیلی خانقاہوں کی تفصیل اس طرح ہے۔

حضرت خلیفہ تاج محمود امر وٹیؒ:

آپ کے خلفاء اور ان کی ذیلی خانقاہیں یہ ہیں۔

۱۔ شیخ الشفیر مولانا احمد علی لاہوری

۲۔ مولانا عبدالعزیز تھری پنجابی شریف

اگرچہ ان ذیلی گدی نشینیوں کے مسائل اور فروع میں خانقاہ بھر چونڈی شریف کے مشائخ سے کسی حد تک اختلاف ہے تاہم ہمیں اس تناظر سے ہٹ کر یہ دیکھنا ہے کہ یہ سب فیض یافتہ ان افراد سے ہیں جو حافظ الملکؒ کے خاص رفیق اور خلفاء مجاز ہیں۔

حضرت خلیفہ غلام محمد دینپوریؒ:

حضرت خلیفہ غلام محمد دینپوریؒ کی روحانیت اور کمالات سے جن مشہور افراد نے فیض پایا ان میں شیخ

الاسلام سید حسین احمد مدñی، مولانا احمد علی لاہوری، حضرت مولانا عبد البهادی شامل ہیں۔^(۱۷)

روحانی نظام:

آپ نے طریقت کی بنیادیں ستونوں پر قائم کیں ان میں دو اہم جزو ذکر الٰی اور عشق رسالتنا آب ملٹیپلیکیٹم ہیں۔ آپ کی اس طریقت کی تعلیم کے اثراتاس طرح پھیلے کہ ذکر و فکر اس خانقاہ کی جماعت کے دلوں میں رج بس گیا۔ ہر جگہ ذکر الٰی کے حلقة قائم ہوئے اور صدائے لا الہ الا اللہ اور حق ہو کے نعروں سے آج تک گوشہ گوشہ منور ہے اور ضرب لا الہ الا اللہ آج بھی اس جماعت کا نعرہ متنانہ ہے۔

اسی طرح عشق رسول ملٹیپلیکیٹم کی تابنا کیاں بھی پورے خطے میں عروج پر ہیں اور حضور ملٹیپلیکیٹم کے نام نامی

اسم گرامی سن کر مشائخ بھر چونڈی شریف اور ان کے فقراء گھنٹوں گھنٹوں رونا اس امر کی روشن مثالیں کہ حضرت حافظ الملکؒ نے عشق رسول ملٹیپلیکیٹم کی جو شمع اپنے متعلقین میں روشن کی وہاب تک فروزان ہے۔

جماعت سے محبت:

آپ کی روحانی اور اخلاقی تعلیمات کا ایک اہم وصف آپ کے فقراء جماعت کا اپنے مرشد کامل اور باہم محبت عقیدت و خلوص ہے یہ دراصل انھیں اپنے مرشد حافظ حافظ الملک کی طرف سے عطا ہوا وہ خود اپنی جماعت و فقراء سے کمال درجے کی محبت رکھتے تھے۔

آپ کی تعلیم و صحبت کا یہ اثر ہے کہ آپ کی جماعت کے فقراء پر اپنے مرشد یا ان سے بعد کے مشائخ کے کرے پر رقت طاری ہو جاتی ہے اور بے اختیار ان کی آنکھوں سے آنسو جھلک پڑتے ہیں اور بے اختیار ووجہ میں آجاتے ہیں ایسی مثالیں کہیں کہیں ملتی ہیں۔ آپ کے فیض روحانی نے جو اثرات چھوڑے اس کا تجزیہ میمن عبد الجبیر سندھی اس طرح کرتے ہیں!

”آپ کی نظر فیض اشرونگوں کی حالت بدل کر رکھ دیتی تھی جو بھی آپ سے ایک مرتبہ مل لیتا وہ حانیت میں لگ جاتا اپنی گمراہیاں اور اخلاقی کمزوریاں چھوڑ کر نئی اور پاکیزہ زندگی شروع کر دیتا تھا۔ اس طرح جہاں بھی آپ کا پیغام پہنچا وہاں ایک روحانی انقلاب برپا ہو گیا۔ اس روحانی اور اخلاقی نظام سے محض مرید ہی مستفیض نہیں ہوئے بلکہ ارد گرد رہنے والے دیگر عام لوگوں کو بھی فائدہ پہنچانہ صرف سندھ بلکہ پنجاب اور بلوچستان کے کونے کونے میں آپ کے پیغام کے باعث صالح صحت مند اور پاکیزہ اسلامی معاشرہ قائم ہوا اور جگہ جگہ ذکر الٰہی کی صدائیں ہونے لگی۔“^(۷۲)

سیاسی اثرات:

آپ نے اگرچہ خود براہ راست سیاست میں حصہ نہیں لیا لیکن آپ کے اندر جذبہ حریت موجود تھا۔ آپ کا دور بر صیغہ انگریزوں کے تسلط کا دور ہے جس کو آپ نے ہمیشہ نفرت نگاہوں سے دیکھائی بار آپ نے جلال میں آکر فرمایا کہ ”یہ انگریز ہمارے آگے کیا چیز ہے ہم تو راضی یہ رضاۓ الٰہی بیٹھے ہیں۔“^(۷۳) لہذا ہم دیکھتے ہیں کہ آپ کی اس انگریز دشمنی اور جذبہ آزادی کے اثرات آپ کے جانشینوں اور خلفاء پر واضح نظر آتے ہیں اور اس کا ثبوت عملی آپ کے جانشینوں اور خلفاء کی وہ عظیم جدوجہد ہے جو انھوں نے مسلمانان بر صیغہ کی بیداری اور انگریز استعمار کے خلاف صفت آراء ہو کر کی اور بالآخر جس کے نتیجے میں ایک الگ اسلامی مملکت پاکستان کے قیام کی راہ ہموار ہوئی چنانچہ ہم بجا طور پر کہہ سکتے ہیں کہ بر صیغہ سے انگریزوں کی ہمیشہ کے لیے رخصت اور نئی ریاست پاکستان کا قیام آپ کے جانشینوں اور خلفاء کی عظیم مساعی کا نتیجہ ہے۔

- شخنشانی بھر چونڈی شریف حضرت حافظ عبد اللہؒ کی تحریک بھارت کی مخالفت انگریزوں اور ہندوؤں کی مشترکہ ناپاک سازش کا پردہ چاک کرنا اور حب الوطنی اور اس سلسلے کی نمایاں خدمات ہیں۔
 - اس طرح شخنشانی حضرت خواجہ عبدالرحمن صاحبؒ کی مسلمانان بر صغیر کی آزادی کے لیے ولولہ انگیز جدوجہد بھی مثالی ہے بنارس کی آل انڈیا سنسنی کانفرنس میں اپنے سینکڑوں مریدین کے ہمراہ شرکت، قیام پاکستان کی قرارداد کی توثیق جماعت احیاء اسلام کا قیام اور پھر اسے قائد اعظم کی قیادت میں مسلم لیگ میں ضم کرنا، اخبار الجماعة کا اجزاء جمعیۃ المشائخ کی تنظیم، ادا کیم سندھ اسٹبلی سے ملاقاتیں کر کے انھیں قرار دیا پاکستان کی حمایت میں ووٹ دینے پر مجبور کرنایہ وہ سب کارنامے ہیں جو قیام پاکستان کی جدوجہد میں سنگ میل ثابت ہوئے۔
 - مسجد منزل گاہ سکھر پر ہندوؤں کے قبضہ کے خلاف جہاد میں آپ اور آپ کے فرزند عظیم شہید عبدالرحمیم کی شرکت اور عملی جہاد کی مثال نہیں ملتی۔ غرض سیاسی شعبہ میں بھی اس خانقاہ کے مشائخ کی جدوجہد و خدمات کی داستانیں بڑی طویل ہیں اور ظاہر ہے یہ سب حضرت حافظ الملکؒ کے افکار و تعلیمات کا روشن عکس ہیں۔
- خلاصہ بحث:**
- آپ نے شریعت و طریقت میں ہم آہنگی پر اپنے سلسلے کی بنیاد رکھی۔ آپ کے نزدیک شریعت و طریقت دو الگ الگ چیزیں ہیں بلکہ ان کا آپس میں گہرا تعلق ہے۔ آپ طریقت کی بنیاد شریعت ہی کو قرار دیتے ہیں۔ آپ کے نزدیک طریقت کی منزلیں شریعت کی پابندی ہی کے ذریعے طے کی جائیں گے جو کوئی شریعت سے ہٹ کر راه طریقت اختیار کرے گا گمراہی کا شکار ہو گا۔⁽⁷⁴⁾ آپ کے فرمودات کے مطابق شریعت، طریقت اور حقیقت کے مابین فرق یہ ہے کہ شریعت آنحضرت ﷺ کے عمل کا نام ہے۔ طریقت آپ ﷺ کے ارشادات و فرمانیں کو کہا جاتا ہے جبکہ حقیقت وہ ہے جسے آنحضرت ﷺ نے اپنی حیثیت مبارک سے ملاحظہ کیا۔ حقیقت و معرفت دراصل ایک جیسی معنی رکھتے ہیں۔⁽⁷⁵⁾ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت حافظ الملکؒ کی نظر میں جس طرح شریعت کا تعلق آنحضرت ﷺ کی ذاتِ اعلیٰ صفات سے ہے اسی طرح طریقت، معرفت و حقیقت کا تعلق بھی حقیقت محمد ﷺ سے ہے۔ ان کی دینی و ملی خدمات کا دائرہ بہت وسیع ہے آپ قرآن پڑھنے، قرآن کے پیغام سے آشنا کرتے اور ایمان اور شریعت کے اصولوں کی وضاحت کے ساتھ ساتھ آپ کی نظر فیض اثر لوگوں کی حالت بدل کر رکھ دیتی تھی جو بھی آپ سے ایک مرتبہ مل لیتا وہ حیاتیت میں لگ جاتا اپنی گمراہیاں اور اخلاقی کمزوریاں چھوڑ کرئی اور پاکیزہ زندگی شروع کر دیتا تھا اس طرح جہاں بھی آپ کا پیغام پہنچا وہاں ایک روحانی انقلاب برپا ہو گیا اس روحانی اور اخلاقی نظام سے محض مرید ہی مستقیض نہیں ہوئے بلکہ ارد گرد رہنے والے دیگر عام لوگوں کو بھی فائدہ پہنچا، نہ

صرف سندھ بلکہ پنجاب اور بلوچستان کے کونے کونے میں آپ کے پیغام کے باعث صاحبِ صحت منداور پاکستانی اسلامی معاشرہ قائم ہوا اور جگہ جگہ ذکر الہی کی صدائیں ہوئے گی۔ اور حضرت حافظ الملک نے عشق رسول ﷺ کی جو شعراً پنے متعلقین میں روشن کی وہ اب تک فروزاں ہے۔ آپ کی تعلیمات اور جذبہ آزادی کے اثرات کے ذریعے آپ کے جانشینوں اور خلفاء نے عظیم جدوجہد کی جوانہوں نے بر صیر کے مسلمانوں کی بیداری اور انگریز استعمار کے خلاف صفت آراء ہو کر کی اور بالآخر جس کے نتیجے میں ایک الگ اسلامی مملکت پاکستان کے قیام کی راہ ہموار ہوئی چنانچہ ہم کہہ سکتے ہیں کہ بر صیر سے انگریزوں کی ہمیشہ کے لیے رخصت اور نئی ریاست کا قیام آپ کے جانشینوں اور خلفاء کی عظیم مساعی کا نتیجہ ہے۔

آخر عمر میں آپ کبر سنبھالی اور عوارضات کے باعث کافی کمزور ہو گئے تھے جس کے باعث آپ کو نماز کے لیے بار بار دخواست کرنے پڑتا تھا۔ انہی ایام میں آپ آخر وقت نماز ادا کرتے تھے اور قرات بھی مختصر کرتے تھے۔ لیکن ان تمام تکالیف اور بیماریوں کے باوجود بجماعت نماز کا معمول رہا حتیٰ کہ نفل تک قضانہ کیے اور ایسے ہی دیگر تمام معمولات بھی پاندی کے ساتھ ادا کرتے رہے۔ آپ کا وصال ۲۲ محرم الشانی ۱۳۰۸ھ/ ۱۸۹۱ء کو ہوا۔ اور آپ کا روضہ مبارک بھر چونڈی شریف میں واقع ہے۔

حوالہ جات

١. مغفور القادری، سید، عبدالرحمن، فرید بک اشال، لاہور ۱۹۶۹ء، ۱: ۲۸، ۲۹۔
٢. انصاری، فدا حسین، معارف حافظ الملّت، حافظ الملّت اکیڈمی، بھرچوڑی شریف، ۷۹۹۱ء، ص: ۱۱۳۔
٣. ماہنامہ الشریعت (رسالہ)، سوانح حیات (سنہ ۱۹۹۴ء)، سکھر، اکتوبر ۱۹۸۱ء، ص: ۵۔
٤. اللہ غلام علی، ڈاکٹر، معارف حافظ الملّت، حافظ الملّت اکیڈمی، بھرچوڑی شریف، ۱۹۹۲ء، ص: ۱۵۔
٥. مغفور القادری، سید، عبدالرحمن، ۱: اے۔
٦. عیدی حاجی دین پوری، یید بیضا، خانقاہ قادریہ راشدیہ، دین پور (خانپور)، ۱۹۷۶ء، ص: ۵۱۔
٧. نعیمی محمد اقبال حسین نذر کردہ اولیاء، سنده، ناشر شارق پبلیکیشنز، کراچی، ۱۹۸۷ء، ص: ۱۵۲۔
٨. مغفور القادری، سید، عبدالرحمن، ۱: ۳۲۔
٩. ایضاً، ۳۲۔
١٠. ماہنامہ الشریعت (رسالہ)، سوانح (سنہ ۱۹۹۵ء)، سکھر، فروری، ۱۹۹۵ء، ص: ۶۔
١١. عبد الجید میمن، معارف حافظ الملّت، سنگ میل پبلیکیشنز، لاہور، ۱۹۹۳ء، ص: ۱۳۳۔
١٢. قدوسی، اعجاز الحق، تاریخ سنده، اردو سائنس بورڈ، لاہور، ۱۹۸۳ء، ۳: ۳۔
١٣. ایضاً ص: ۳۱۸۔
١٤. راشدی حسام الدین، سید، ہودو تھی ہوڑ میمن (سنہ ۱۹۹۴ء)، سنہ ۱۹۹۴ء ادبی بورڈ، حیدر آباد، ۷۷۱۹ء، ۸: ۸۔
١٥. ایضاً۔
١٦. قدوسی اعجاز الحق، تاریخ سنده، ۳: ۳۱۳۔
١٧. نعیمی محمد اقبال حسین نذر کردہ اولیاء، سنده، ناشر شارق پبلیکیشنز، کراچی، ۱۹۸۷ء، ص: ۱۵۷۔
١٨. مغفور القادری، سید، عبدالرحمن، ۱: اے۔
١٩. بروایت محمد رحیم سکندری، مفتی، زبانی، خانقاہ پیر پکارہ (پیر گوٹھ) مورخہ: ۱۱ اپریل ۱۹۹۵ء۔
٢٠. مغفور القادری، سید، عبدالرحمن، ۱: ۱۲۔
٢١. محمد سرور، خطبیات مقالات، ساگر اکیڈمی، لاہور، ۷۷۱۹ء، ص: ۲۶۔
٢٢. قدوسی اعجاز الحق، نذر کردہ صوفیہ سنده، اردو اکیڈمی، کراچی، ۱۹۵۹ء، ۲۷۱ء، ص: ۲۷۱۔
٢٣. بروایت مولانا عبد الطیف سکندری، خطیب وlamam جیسے شاہ، سکھر، مورخہ: ۱۸ اپریل ۱۹۹۳ء۔
٢٤. مغفور القادری، سید، عبدالرحمن، ۱: ۳۸۔
٢٥. عبد الجید میمن، ڈاکٹر، معارف حافظ الملّت، ص: ۱۳۰۔
٢٦. روزنامہ پبلک، کراچی، ۱۹۹۳ء، مورخہ ۲۳ نومبر ۱۹۹۵ء۔
٢٧. مغفور القادری، سید، عبدالرحمن، ۱: ۲۸۔
٢٨. محمد فاروق القادری، سید، جام عرفان (ترجمہ: ملفوظات حافظ الملّت)، فرید بکشال، لاہور، ۱۹۹۳ء، ص: ۲۸۔
٢٩. حسان الحیدری میر، تعارف علیں جیل، حافظ الملّت اکیڈمی، خانقاہ بھرچوڑی شریف، ۱۹۹۳ء، ص: ۲۱۔
٣٠. محمد فاروق القادری، سید، جام عرفان، ص: ۲: ۷۶۔
٣١. عبد الجید میمن، ڈاکٹر، معارف حافظ الملّت، ص: ۳۲۔
٣٢. قدوسی، اعجاز الحق، تاریخ سنده، اردو سائنس بورڈ، لاہور، ۳: ۱۹۹۸۳ء، ۱۹۹۸۳ء، ۲۱۳۔
٣٣. دھلوی شاہ ولی اللہ محدث، الفوزان الکبیر، مترجم: رشید احمد الانصاری، نذریہ سنز پبلیشورز، لاہور، ۱۳۰۲ء، ص: ۷۶۔
٣٤. ایضاً، ص: ۱۹۔
٣٥. محمد فاروق القادری، سید، جام عرفان، ص: ۱۹۔
٣٦. راقم کو مورخہ ۲۳ نومبر ۱۹۹۳ء کو پتن میانارہ کے علاقے میں جانے کا اتفاق ہوا۔

٣٧. محمد فاروق القادری، سید، جام عرفان، ص: ٢٣۔
٣٨. ماهنامہ نصیحت، از مضمون مولانا عبد اللہ درخواستی، نومبر ١٩٩٣ء۔
٣٩. محمد فاروق القادری، سید، جام عرفان، ص: ٢٣۔
٤٠. عبیدی حاجی دین پوری، ید بیضاء، خانقاہ قادریہ راشدیہ، دین پور (خاپور)، ۱۹۷۲ء، ص: ۵۶۔
٤١. ماهنامہ نصیحت، سکھر، نومبر ١٩٩٣ء، ص: ۱۰۔
٤٢. محمد فاروق القادری، سید، جام عرفان، ص: ٢٢۔
٤٣. عبیدی حاجی دین پوری، ید بیضاء، ص: ۵۶۔
٤٤. ماهنامہ نصیحت، ص: ۱۱۔
٤٥. نیمی محمد اقبال احمد، تذکرہ اولیاء سندھ، ص: ۱۶۰۔
٤٦. محمد فاروق القادری، سید، جام عرفان، ص: ٢٢۔
٤٧. ماهنامہ نصیحت، ص: ۱۱۔
٤٨. عبیدی حاجی دین پوری، ید بیضاء، ص: ۷۔
٤٩. ایضاً، ص: ۵۸، ۵۔
٥٠. محمد فاروق القادری، سید، جام عرفان، ص: ٢٥۔
٥١. نیمی محمد اقبال احمد، تذکرہ اولیاء سندھ، ص: ۱۶۰۔
٥٢. عبیدی حاجی دین پوری، ید بیضاء، ص: ۵۳۔
٥٣. نیمی محمد اقبال احمد، تذکرہ اولیاء سندھ، ص: ۱۶۰۔
٥٤. مغفور القادری، سید، عبدالرحمن، ۱: ۲۲۔
٥٥. ماهنامہ الشریعت (رسالہ)، سوانح (سندھی)، سکھر، فروری ١٩٩٥ء، ص: ۷۔
٥٦. محمد سرور، افادات ملفوظات مولانا سندھی، سندھ ساگر آئیڈی، لاہور، ۱۹۸۷ء، ص: ۹۳۔
٥٧. ایضاً، ص: ۱۰، ۱۰۔
٥٨. عبیدی حاجی دین پوری، ید بیضاء، ص: ۳۳۔
٥٩. مغفور القادری، سید، عبدالرحمن، ۱: ۳۳۔
٦٠. محمد فاروق القادری، سید، جام عرفان، ص: ۱۱۔
٦١. مغفور القادری، سید، عبدالرحمن، ۱: ۳۹۔
٦٢. محمد سرور، افادات ملفوظات مولانا سندھی، ص: ۱۲۵۔
٦٣. ایضاً، ص: ۲۰۱، ۲۰۰۔
٦٤. برداشت مفتی محمد رحیم سکندری، بمقام خانقاہ پیر گوٹھ، مورخہ ۱۸ اپریل ١٩٩٣ء۔
٦٥. محمد فاروق القادری، سید، جام عرفان، ص: ۲۸۔
٦٦. مغفور القادری، سید، عبدالرحمن، ۱: ۱۲۔
٦٧. محمد سرور، خطبات و مقالات، ص: ۲۶۔
٦٨. محمد فاروق القادری، سید، جام عرفان، ص: ۲۸۔
٦٩. الائچ غلام علی، ڈاکٹر، معارف حافظ الملّت، ص: ۱۸۔
٧٠. روزنامہ کاوش، جمہ میگزین، حیدر آباد، مورخہ ۲۹ دسمبر ۱۹۹۳ء۔
٧١. عبیدی حاجی دین پوری، ید بیضاء، ص: ۱۷۳۔
٧٢. عبدالجیب میمن، ڈاکٹر، معارف حافظ الملّت، ص: ۳۶۔
٧٣. امام احمد رضا، مجلہ تحقیقات، ۱۹۹۳ء، ص: ۲۸۔
٧٤. عبدالجیب میمن، ڈاکٹر، معارف حافظ الملّت، ص: ۳۲۔
٧٥. محمد فاروق القادری، سید، جام عرفان، ص: ۸۳۔